Majallah-yi Talim o Tahqiq مجلہ تعلیم وتحقیق

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem, Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مرکز تعلیم وتحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, **ISSN (Online):** 2618-1363

Issue 3,Vol 5,July-September,2023

شمارہ۳، جلد۵، جولائی۔ستمبر، ۲۰۲۳

طبیب کی کوتاہی پر ضمان: مختلف صورتیں اور ان کا شرعی حکم

Liability on Doctor’s negligence: Different forms,and their Shari’s ruling

عبدالصبور[1]

امجد یاسین آفریدی[2]

Keywords:

Liability, Doctor’s negligence, Shari’s ruling

Abstract:

During the treatment, some kind of negligence may be committed by the doctor, which might cause the death of the patient or damage an organ, so, question comes that will there be any liability on the doctor in this case or not? Therefore, it is very important to know what are the *Sharia’h* ruling of treatment and treatment, what should be the quality of the doctor, and similarly, if the doctor neglects the treatment, what will be the guarantee, what are the forms of guarantee, and their What are the rules?

Considering these questions, importance and necessity of this topic, it has been chosen as the topic of discussion for this paper. So, *Sharia’h* rules of treatment and the *Shari'ah* ruling of its guarantee for negligence during treatment. And then doctors should work carefully while treating, and ignorant doctors should avoid treating any dangerous disease.

1۔ فاضل جامعۃ الاخوان کراچی۔

2۔ ایم فل سکالر، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد۔

موضوع کا تعارف:

اللہ تبارک و تعالی کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمارے لئے دین فطرت یعنی اسلام کو پسند فرمایا ہے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو انسانی فطرت کے قریب تر ہے، دینِ اسلام پر عمل پیرا ہو کر ہی انسان سکھ اور چین کی زندگی گزار سکتا ہے۔ نظام معاشرت ہو یا معیشت ہر ایک کے متعلق اسلام نے ایسے رہنماء اصول سکھائے ہیں جن پر عمل کر کے انسان امن و سلامتی اور سکون کی زندگی گزار سکتا ہے۔

اللہ رب العزت نے جہاں صحت و تندرستی کی نعمت سے نوازا ہے وہیں امراض و اسقام اور ان کے ساتھ ساتھ علاج و دواء کا سلسلہ بھی پیدا فرمایا ہے۔ بچہ ہو یا جوان یا بوڑھا، مرد ہو یا عورت، مالدار ہو یا غریب، طاقتور ہو یا کمزور کوئی بھی مرض کی گرفت سے باہر نہیں۔ بیماری انسان کو عجز و ناچاری کی یاد دلاتی ہے، اور بندے کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ وہی رب کریم ہے کہ جس کے حکم سے بیماری آتی ہے اور وہی صحت و شفاء بھی عطاء فرماتا ہے۔

جس طرح ہوا، پانی اور غذا انسان کے لئے بہت اہم ضرورت ہیں، اسی طرح دواء بھی ایک اہم حاجت ہے۔ دنیا میں جو بیماری بھی ظاہر ہو گی اس کا علاج بھی اسی دنیا موجود ہے، یہ طب اور معالجہ کے ماہرین و محققین پر منحصر ہے کہ وہ مرض کے علاج تک پہنچ پاتے ہیں یا نہیں۔ بہت سی ایسی بیماریاں جنہیں لاعلاج سمجھا جاتا تھا آج ان کا علاج دریافت ہو چکا ہے، اور آج کی بہت سی لاعلاج سمجھی جانے والی بیماریاں مستقبل میں قابل علاج ہو جائیں گی۔

بلاشبہ وہ لوگ جنہیں کوئی مرض لاحق ہو جائے ڈاکٹرز کی طرف رجوع کرتے ہیں جو علم طب میں مہارت رکھتے ہیں اور علاج معالجہ کا تجربہ رکھتے ہیں، اور چونکہ انسان خطاء کا پُتلا اور کمزور ہے لہذا اطباء حضرات بھی دوران علاج غلطی و کوتاہی کر سکتے ہیں۔ تو کیا ڈاکٹرز کی دوران علاج غلطی کے ارتکاب کرنے پر اس پر کوئی سزا یا ضمان ہو گا یا نہیں۔ کونسی عمل یا کوتاہی ہے جس پر ڈاکٹر کو ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا اور کونسی کوتاہی پر ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جائے گا اس اہم سوال کے جواب میں یہ مقالہ لکھا جا رہا ہے۔

طبیب کی تعریف:

علامہ ابن قیم جوزیہؒ نے طبیب کی یہ تعریف کی ہے:

اَلطَّبِيبُ: هُوَ الَّذِي يُفَرِّقُ مَا يَضُرُّ بِالْإِنْسَانِ جَمْعُهُ، أَوْ يَجْمَعُ فِيهِ مَا يضره تفرقه، وينقص مِنْهُ مَا يَضُرُّهُ زِيَادَتُهُ، أَوْ يَزِيدُ فِيهِ مَا يَضُرُّهُ نَقْصُهُ، فَيَجْلِبُ الصِّحَّةَ الْمَفْقُودَةَ، أَوْ يَحْفَظُهَا بِالشَّكْلِ وَالشَّبَهِ، وَيَدْفَعُ الْعِلَّةَ الْمَوْجُودَةَ بِالضِّدِّ وَالنَّقِيضِ، وَيُخْرِجُهَا، أَوْ يَدْفَعُهَا بِمَا يَمْنَعُ مِنْ حُصُولِهَا بِالْحِمْيَةِ[3]۔ طبیب وہ شخص ہے جو انسانی جسم سے ان چیزوں کو علیحدہ کردے جن کے جمع ہونے سے جسم میں نقصان ہوتا ہے، یا ان چیزوں کو جسم میں یکجا کردے جن کے متفرق ہونے سے جسم کو ضرر پہنچتا ہے، یا ان اشیاء کو کم کردے جن کی زیادتی سے جسم میں بے اعتدالی آتی ہے، یا ان چیزوں کو زیادہ کردے جن کی کمی کی وجہ سے انسانی جسم میں ضرر پیدا ہوتا ہے، تاکہ انسان کو اس کی مطلوبہ تندرستی حاصل ہو جائے، یا وہ انسان کے جسم و اعضاء کی باترتیب حفاظت کرے، اور وہ موجودہ بیماری کو اس کی ضد اور مقابل اشیاء و تدابیر سے ختم کردے، یا پرہیز و احتیاط سے اس بیماری کو دور سے دور کردے۔

---

[3]۔ محمد بن ابو بکر شمس الدین ابن قیم، زاد المعاد في هدي خير العباد، (بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ لبنان، 1415ھ)، ج4، ص9۔

طب کی تعریف: هو علم يعرف منه أحوال بدن الإنسان من جهة ما يعرض لها من صحة وفساد، أو يحفظ به حاصل الصحة، ويسترد زائلها[4]۔

وہ علم جس سے انسان کے بدن کے احوال اس زاویے سے معلوم ہوں کہ انسانی صحت کے لئے کیا درست ہے اور کیا مضر ہے۔ یا انسانی بدن کے احوال اس لئے جان لیے جائیں کہ انسانی صحت کی حفاظت کی جائے اور اس کو خراب ہونے سے بچایا جائے، علم طب کہلاتا ہے۔

طبیب کی اقسام ومعیارِ مطلوب

دوا اور علاج کی ضرورت ہر شخص کو ہوتی ہے، جس کے لئے آدمی کو معالج کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے۔ معالج بھی مختلف طرح کے ہوتے ہیں اور بلا شبہ ان کا طریقۂ علاج بھی مختلف ہوتا ہے۔ لہذا یہ جاننا انتہائی لازم ہے کہ معالج کی کتنی اور کونسی اقسام ہیں، کس قسم کے معالج کی کوتاہی پر ضمان ہے اور کس قسم پر ضمان یا تاوان نہیں۔ چونکہ طبیب کی کوتاہی کے نتیجے میں انسان کے اعضاء کے تلف ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے لہذا اعضاء کے نقصان کے اعتبار سے طبیب کی اقسام کا جاننا ضروری ہے۔

اعضاء کے نقصان کے اعتبار سے طبیب کی پانچ قسمیں ہیں جو کہ شرعی حکم کے ساتھ ذیل میں بیان کیے جا رہے ہیں۔

1۔ طَبِيبٌ حَاذِقٌ أَعْطَى الصَّنْعَةَ حَقَّهَا وَلَمْ تَجْنِ يَدُهُ[5] طبیب ماہر، جو صنعت طب سے پوری طرح باخبر ہو، اس کے طبّی کام بے داغ ہوں۔

ایسے طبیب کو قانونی اور شرعی طور پر علاج کرنے کی اجازت ہے۔ اب جس کا وہ علاج کر رہا ہے اتفاقاً اس کا کوئی عضو یا اس کی کوئی صفت ضائع ہو جائے تو اس طبیب پر بالاتفاق کوئی ضمان نہیں ہوگا، کیونکہ یہ نقصان زخموں کی ریزش ہے جس کی اجازت دی گئی ہے۔

2۔ ایسا طبیب جو فنِ طب سے لاعلم ہو، اس کے باوجود علاج کرے، ایسے شخص سے اگر نقصان ہو جائے تو دیکھا جائے گا کہ مریض نے اس کے ناآشنا ہونے کا علم رکھتے ہوئے اس سے علاج کے لئے رجوع کیا جس کے نتیجے میں عضو یا جانی نقصان ہو گیا تو طبیب ضامن نہیں ہوگا۔ لیکن اگر مریض نے ماہر طبیب سمجھ کر اس سے علاج کرایا اور اس کا نسخہ استعمال کیا جس سے نقصان ہو گیا تو طبیب ضامن کہلائے گا۔

3۔ طبیب ماہر ہو اور اسے علاج کرنے کی بھی مکمل اجازت ہو، اور اسے فنِ طب میں بھی پوری دسترس ہو لیکن اس سے غلطی ہو جائے جس کا اثر مریض کے کسی تندرست عضو تک پہنچ گیا اور اسے تلف کر دیا، جیسے ختنہ کرتے ہوئے اس کا ہاتھ سبقت کر کے غلطی سے صفن تک پہنچ جائے، تو طبیب پر ضمان لازم آئے گا۔

4۔ طبیب ماہر ہو اور اپنے فن میں یکتا ہو۔ اس نے اپنی فہم و فراست کے مطابق مریض کو نسخہ تجویز کر کے دیا، مریض نے نسخے کے مطابق دوا استعمال کی مگر معالج کا خیال درست ثابت نہ ہوا جس کے نتیجے میں مریض وفات پا گیا، اس سلسلے میں دو روایتیں ہیں: ایک یہ کہ مریض کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی، دوسری یہ کہ طبیب کی آمدنی سے دیت دی جائے گی۔

---

[4]۔ محمد بن محمد المختار، أحكام الجراحة الطبية والآثار المترتبة عليها، (جدہ، مکتبۃ الصحابہ، سعودی عرب، 1415ھ)، ص 32۔

[5]۔ محمد بن ابو بکر شمس الدین ابن قیم، زاد المعاد في هدي خير العباد، (بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ لبنان، 1415ھ)، ج 4، ص 128۔

5۔ طبیب ماہرِ فن ہو اور صنعت طب سے مکمل باخبر ہو۔ اس نے کسی مرد، بچے یا پاگل شخص کا اس کی یا اس کے ولی کی اجازت کے بغیر آپریشن کر دے جس سے اس سے عضو کو نقصان پہنچ جائے تو بلا اجازت علاج کرنے کی وجہ سے طبیب پر ضمان ہو گا۔ اگر طبیب بالغ مریض کی اجازت، بچے یا مجنون کے ولی کی اجازت سے علاج کرے تو وہ ضامن نہیں ہو گا۔

طبیب کا معیارِ مطلوب:

طبیب کی اقسام کے بعد طبیب کے مطلوبہ علمی معیار کا فہم و ادراک حاصل کرنا بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ علاج معالجہ کا سیکھنا فرض کفایہ ہے، اور مسلمانوں کے ملک میں فنِ طب کے اصول سے واقف لوگوں کا کثرت سے ہونا واجب ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا علاج کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس آیت کے زمرے میں آتا ہے: وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا[6] اور جس نے ایک جان کو بچا لیا تو گویا اس نے تمام انسانیت کو بچایا۔ اور اس حدیث نبوی ﷺ میں داخل ہے: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ[7] تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو اسے چاہئے کی وہ نفع پہنچائے۔ گویا کہ طبیب اگر مسلمان بھائیوں کا علاج نیکی کی نیت سے کرے، انسانیت اور مسلمانوں کی بقاء اور انہیں نفع پہنچانے کی غرض سے کرے تو بلاشبہ وہ طبیب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر کا مستحق ہو گا۔ لیکن اگر طبیب فنِ طب کے اصولوں سے ناواقف ہو یا اس کے معیار پر پورا نہ اترتا ہو اور اپنے آپ کو معالج کہلواتا ہو اور لوگوں سے پیسے بٹورنے کے لئے علاج معالجہ کرتا ہو تو وہ دنیا میں بھی عوام الناس کے آگے ضامن ہو گا، آخرت میں باری تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہو گا اور عذاب الٰہی کا مستحق ٹھہرے گا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان اقدس ہے: مَنْ تَطَبَّبَ، وَلَا يُعْلَمُ مِنْهُ طِبٌّ، فَهُوَ ضَامِنٌ[8] جس نے علاج کیا اور وہ فنِ طب کا علم نہ رکھتا ہو، وہ ضامن ہو گا۔ لہٰذا طبیب کو چاہئے کہ فن طب سے مکمل باخبر ہو اور مہارت حاصل کرے تاکہ کسی بھی قسم کی طبّی کوتاہی سے بچنا ممکن ہو۔

علامہ ابن قیم الجوزیہؒ نے اپنی کتاب "الطب النبوی ﷺ" میں لکھا ہے کہ ماہر اور بہترین طبیب وہ ہے جو علاج کرتے ہوئے بیس (20) باتوں کا خیال رکھے، جو کہ مندرج ذیل مکتوب ہیں۔

۱۔ مریض کی نوعیت کی تشخیص و تعیین، کہ بیماری کس قسم کی ہے۔
۲۔ اسبابِ مرض کی جانچ پڑتال، کہ بیماری کا سبب اور علت فاعلہ کیا ہے؟ جس کی وجہ سے بیماری پیدا ہوئی ہے۔
۳۔ مریض کی قوت و استعداد، کہ مرض کا مقابلہ کرنے کی اس میں صلاحیت و قوت ہے یا نہیں۔
۴۔ مریض کے بدن کا طبعی مزاج کیا ہے۔
۵۔ مریض کی بیماری کی وجہ سے پیدا ہونے والا غیر طبعی مزاج۔
۶۔ مریض کی عمر کیا ہے؟
۷۔ مریض کی عادت کیا ہے؟
۸۔ مریض کے مرض کے وقت موسم کیسا ہے؟ اور کونسا موسم مریض کے لئے سازگار ہے؟
۹۔ مریض کی قیام گاہ اور اس کی آب و ہوا کیسی ہے؟

---

[6]۔ القرآن، 32:5۔

[7]۔ ابوالحسن مسلم بن الحجاج، المسند الصحیح المختصر، بَابُ اسْتِحْبَابِ الرُّقْيَةِ، (بیروت، دار احیاء التراث)، ح2199۔

[8]۔ سلیمان بن الأشعث، سنن ابی داود، باب فیمن تَطَبَّبَ بغیر علم، (بیروت، دار الرسالہ العالمیہ 1430ھ)، ح4586۔

۱۰۔ مرض کے وقت کس رخ اور کس انداز کی ہوا چل رہی ہے؟

۱۱۔ مرض کے علاج کے لئے استعمال ہونے والی دوا کی مخالف دوا کا خیال اور رعایت۔

۱۲۔ مریض کو استعمال کرائی جانے والی دوا کی قوت اور درجہ کا خیال، دوا اور مریض کی قوت مرض کا موازنہ۔

۱۳۔ طبیب کے علاج کا مقصد صرف اس علتِ مرض کا ازالہ نہ ہو بلکہ دوسرے کسی شدید مرض سے بچنے کا بھی پورا اطمینان ہو۔ اگر مرض کے علاج سے کسی دوسرے خطرناک مرض کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو اس بیماری کے علاج کو چھوڑ دیا جائے اور کمزور و ہلکا کرنے کی کوشش کی جائے۔

۱۴۔ مریض کا علاج آسان سے آسان طریقوں سے کرنا چاہئے، پہلے غذا کے ذریعے علاج کی کوشش کرنی چاہئے، اگر غذا سے کام نہ چلے تو دوا کا استعمال کرایا جائے، اسی طرح مرکبات ادویات کی طرف اس وقت تک رخ نہ کیا جائے جب تک مفرد دواؤں سے کام چلتا رہے۔

۱۵۔ بیماری پر غور کرے کہ یہ قابلِ علاج ہے بھی یا نہیں، اگر قابل علاج ہے تو غور و فکر اور تدبر سے علاج کرے، مرض کے مادہ کو کمزور کرے اور مریض کی قوت بڑھائے۔

۱۶۔ مرض کو جاننے سے پہلے اس کے علاج کی کوشش نہ کرے بلکہ پہلے اس کی نوعیت معلوم کرے اس کے بعد علاج کرے۔

۱۷۔ معالج کو دل کے امراض اور روح کی بیماریوں اور ان کی دواؤں سے پوری طرح واقفیت ہونی چاہئے، یہی بدن کے علاج کے لئے بنیادی شئ ہے۔ جو طبیب دل اور روح کی بیماریوں اور ان کے علاج سے مکمل واقف ہو گا در حقیقت وہی کامل طبیب ہے، و گرنہ وہ بحیثیت طبیب نیم حکیم کہلائے گا۔

۱۸۔ مریض کی خیر خواہی، اس کے ساتھ شفقت اور نرم گفتاری سے کام لینا چاہئے، جیسا کہ بچوں کے ساتھ کام لیا جاتا ہے۔

۱۹۔ طبعی اور الٰہی کے مختلف علاجوں میں سے ہر ایک علاج سے کام لینا چاہئے، مریض کے خیالات کو بھی مرکوز کرنا ضروری ہے، اس لئے کہ مریض کے خیالات سے مرض کے ازالہ میں دوا سے کہیں زیادہ تاثیر ہوتی ہے۔

۲۰۔ ہر طبیب کا آئیڈیل یہ ہے کہ وہ علاج اور تدبیر کے دوران ان چھ باتوں کا خیال رکھے:۔

۱: موجودہ صحت کی حفاظت کرنا۔ ۲: فوت شدہ صحت و قوت کی امکانی حد تک بازیابی کرانا۔

۳: اہم فساد کے پیشِ نظر ادنیٰ فساد کا خیال کرنا۔ ۴: حسبِ امکان مرض کا ازالہ کرنا۔

۵: ادنیٰ مصلحت کے پیشِ نظر اعلیٰ مصلحت کو ضائع نہ ہونے دینا۔ ۶: حسبِ امکان مرض کو میں تخفیف کرنا۔

انہی چھ باتوں پر ہی علاج کا دار و مدار ہے، جو ان اصولوں کی رعایت نہیں کرتا اور ان ذمہ داریوں کو قبول نہیں کرتا وہ طبیب نہیں ہے[9]۔

تداوی کا حکم:

تداوی کا معنیٰ ہے علاج کرانا، دوا لینا، اور شریعتِ اسلامی میں علاج معالجہ کرانا جائز ہے۔ حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: إنّ الله عزّ وجلّ أنْزَلَ الدَّاءَ والدَّواء، وجَعَلَ لِكُل داءٍ دَوَاءً، فَتَداووا، ولا تَدَاووا بحرَام[10]۔ اللہ تعالیٰ نے مرض اور علاج دونوں نازل کئے ہیں، ہر مرض کی دوا رکھی ہے، اس لئے علاج کراؤ، البتہ حرام چیز سے علاج نہ کراؤ۔

[9]۔ محمد بن ابو بکر شمس الدین ابن قیم، الطب النبوي، (بیروت، دار الہلال لبنان)، ص106۔

[10]۔ ابوداود، سنن ابی داود، باب في الأدوية المكروهة، ح3874۔

اسی طرح حضرت اسامہ بن شریکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً، غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ الْهَرَمُ[11] علاج کراؤ، بیشک اللہ تبارک وتعالی نے سوائے بڑھاپے کے ہر مرض کا علاج پیدا فرمایا ہے۔

جمہور علماء فرماتے ہیں کہ علاج کرانا مستحب ہے کیونکہ احادیث مبارکہ میں اس کا حکم آیا ہے اور اس میں مریض کا فائدہ ہے اور اس کی صحت کی حفاظت کا اہم ذریعہ ہے، اسی میں زیادہ توکل علی اللہ ہے اور انسان کا بغیر کھائے پیئے، بغیر کام کیئے، بغیر کمائے اور بغیر علاج کرائے یہ کہنا کہ مجھے اللہ پر توکل ہے، یہ بالکل غلط اور ناجائز ہے۔ اور جب مرض کافی زیادہ ہو اور علاج سے صحتمند ہونے کا یقین ہو تو علاج کرانا ضروری ہے کیونکہ پھر علاج کو ترک کرنا مریض اور اس کے اہل وعیال کے لئے پریشانی کا سبب ہوگا، اسی لئے اس کے لئے علاج کرانا اس کی اور اہل و عیال کی مصلحت وبہتری ہوگی، اور اسے اللہ تعالی کی طرف سے صحت وشفاء حاصل ہوگی۔

لہذا اگر شرعی ومباح ادویات، قرآن کی قرأت یا دم کے ذریعے علاج کرایا جائے تو جائز ومباح ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے بھی مختلف طریقوں سے علاج کرائے تھے اور آپ ﷺ نے علاج کرانے کا حکم بھی دیا تھا۔

ضمان کی تعریف اور اسباب

ضمان کی تعریفیں حسب ذیل مکتوب ہیں:

۱۔ الضَّمَانَ عِبَارَةٌ عَنْ رَدِّ مِثْلِ الْهَالِكِ إِنْ كَانَ مِثْلِيًّا أَوْ قِيمَتِهِ إِنْ كَانَ قِيَمِيًّا[12]۔ اگر ہلاک کرنے والی چیز مثلی ہو تو اس کے مثل کا لوٹانا اور اگر قیمت والی ہو تو اس کی قیمت کا لوٹانا ضمان کہلاتا ہے۔

۲۔ الضَّمَانُ عِبَارَةٌ عَنْ غَرَامَةِ التَّالِفِ[13]۔ تلف ہونے والی چیز کا تاوان ضمان کہلاتا ہے۔

۳۔ يطلق على ما يجب بإلزام الشارع بسبب الاعتداءات كالديات والأروش والكفارات وغيرها۔

یعنی کسی جرم کی وجہ سے شارع کے لازم کرنے سے جو شئ لازم ہو جاتی ہے اسے بھی ضمان کہتے ہیں۔ مثلاً: دیت، کفارہ، تاوان وغیرہ[14]۔

أسباب الضمان: (ائمہ اربعہ کے نزدیک ضمان کے اسباب)

یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ وہ کونسے اسباب ہیں جن کی وجہ سے ضمان لازم آتا ہے، یعنی کہ ایک شئ کا مالک اپنی چیز کے تلف ہو جانے کے بعد کن اسباب کی وجہ سے فوری طور پر اپنی چیز کا بدل یا اس کی قیمت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

ضمان کے اسباب کے بارے میں ائمہ مجتھدین کی مختلف آراء ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

- احنافؒ کے نزدیک ضمان کے اسباب:

11۔ سنن ابی داود، باب الرجل يتداوى، ح3855۔

12۔ ابو عباس احمد بن محمد الحموی، غمز عيون البصائر في شرح الأشباه والنظائر، (بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1405ھ-1985م)، ج4، ص6۔

13۔ محمد بن علی بن محمد الشوکانی، نيل الأوطار، (مصر، دار الحدیث، 1413ھ-1993م)، ج5، ص357۔

14۔ ولید ھویمل عوجان، ،ضمان الطبيب في الشريعة الإسلامية والقانون، جامعہ عمان العربیہ للدراسات العلیا، صفحہ: 11۔

۱۔غصب:الغصب إزالة يد المالك ظلمًا وقهرًا، وهذا موجود في العقار، فوجب أن يكون به غاصبًا ضامنًا[15]۔

۲۔عدوان:لَا يَجِبَ الضَّمَانُ إِلَّا عَلَى الْمُتَعَدِّي لِقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: "فَلا عُدْوَانَ إِلا عَلَى الظَّالِمِينَ[16]

۳۔اِتلاف وتسبب بالاتلاف:فَلَا شَكَّ أَنَّ الْإِتْلَافَ سَبَبٌ لِوُجُوبِ الضَّمَانِ عِنْدَ اسْتِجْمَاعِ شَرَائِطِ الْوُجُوب[17]۔

- شافعیہؒ کے نزدیک ضمان کے اسباب:

۱:عقد ۲:اِثبات الید

۳:اِتلاف ۴:حیلولہ

أَسْبَابُ الضَّمَانِ أَرْبَعَةٌ۔ أَحَدُهَا: الْعَقْدُ، الثَّانِي: الْيَدُ مُؤْتَمَنَةً، الثَّالِثُ: الْإِتْلَافُ نَفْسًا، الرَّابِعُ: الْحَيْلُولَةُ[18]۔

- مالکیہؒ کے نزدیک ضمان کے اسباب:

۱:وضع الید ۲:اِتلاف ۳:تسبب للاتلاف

أَسْبَابُ الضَّمَانِ ثَلَاثَةٌ فَمَتَى وُجِدَ وَاحِدٌ مِنْهَا وَجَبَ الضَّمَانُ، وَمَتَى لَمْ يُوجَدْ وَاحِدٌ مِنْهَا لَمْ يَجِبْ الضَّمَانُ. (أَحَدُهَا) التَّفْوِيتُ مُبَاشَرَةً، (وَثَانِيهَا) التَّسَبُّبُ لِلْإِتْلَافِ، (وَثَالِثُهَا) وَضْعُ الْيَدِ[19]۔

- حنابلہؒ کے نزدیک ضمان کے اسباب:

۱:عقد ۲:وضع الید ۳:اِتلاف

أَسْبَابُ الضَّمَانِ ثَلَاثَةٌ: عَقْدٌ، وَيَدٌ، وَإِتْلَافٌ[20]۔

کوتاہی کی نوعیت اور اسباب

اقسام الخطا (کوتاہی کی نوعیت):

کوتاہی یا غلطی کو عربی لغت میں خطأ کہتے ہیں۔اصطلاح میں خطأ کا معنی یہ ہے کہ آدمی ایک کام کے کرنے کا ارادہ کرے لیکن وہ کام اس کے ارادے کے برخلاف واقع ہو جائے۔مثال کے طور پر ایک طبیب نے سر درد میں مبتلا مریض کو پیٹ کے درد کی دوائی دے دی تو وہ طبیب خطاکار

15۔ احمد بن محمد قدوری،التجريد للقدوري،(مصر،دار السلام قاہرہ،1427ھ)،ج7،ص335۔

16۔ ابو بکر بن مسعود کاسانی،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،(بیروت،دار الکتب العلمیہ،1406ھ)،ج4،ص210۔

17۔ کاسانی بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،ج7،ص164۔

18۔عبد الرحمن بن ابو بکر السیوطی،الأشباه والنظائر،(بیروت،دار الکتب العلمیہ،1411)،ص362۔

19۔احمد بن ادریس القرافی،الفروق أنوار البروق في أنواء الفروق،(بیروت،دار عالم الکتب،ج4،ص27۔

20۔ عبد الرحمن بن احمد ابن رجب،القواعد،(بیروت،دار الکتب العلمیہ)،ص204۔

کہلائے گا، یا مثلاً کسی شکاری نے ہرن شکار کرنے کی غرض سے تیر چلایا لیکن وہ غلطی سے کسی شخص کو جالگا تو یہ قتل خطأ ہے اور شکاری مخطی کہلائے گا۔

خطأ کی تعریف کے بعد اس کی نوعیت کا جاننا بھی انتہائی ضروری ہے تاکہ اس بات کا علم ہو جائے کہ کوتاہی کس کس نوعیت کی ہو سکتی ہے اور ان پر شریعت مطہرہ میں کیا احکامات لگائے جاسکتے ہیں۔

شریعت کی روشنی میں کوتاہی کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱:الخطأ في القصد ۲:الخطأ في الفعل ۳:الخطأ في التقدير ۴:الخطأ الفاحش[21]

- **الخطأ في القصد:**

یہ ہے کہ ایک شخص کسی آدمی کو مار دے اور اس کا گمان یہ ہو کہ وہ مخالف جنگجو ہے یا شکاری آدمی ہے لیکن وہ مسلمان نکل جائے، تو یہ قصداً یا ظناً خطأ کہلائے گی۔ مثلاً: کوئی طبیب مریض کے ہاتھ میں زخم دیکھے اور اس زخم کے ازالہ کے لئے پورے ہاتھ کو کاٹ دے جبکہ وہ زخم ہاتھ کا انفکشن نہیں تھا۔ یہ کوتاہی اسکی عملی کوتاہی نہیں ہے بلکہ اس کے گمان (ظن) میں یہ کوتاہی تھی جو اس سے صادر ہو گئی۔

- **الخطأ في الفعل:**

یہ ہے کہ کوئی شخص ایک کام کرنا چاہتا ہے لیکن غلطی سے اس کام کے بجائے دوسرا کام ہو جائے۔ یعنی ایک شکاری جانور شکار کرنے کے لئے پستول سے گولی چلائے لیکن وہ غلطی سے کسی انسان کو لگ جائے جس سے وہ مر گیا ہو، تو یہ کوتاہی عملی خطأ کہلائے گی۔ مثلاً: طبیب علاج کی غرض سے مریض کا آپریشن کرے لیکن غلطی سے آپریشن کے دوران طبّی آلہ جسم میں بھول جائے جس سے مریض جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ یہ کوتاہی طبیب کی عملی کوتاہی ہے جو اس کی بے دھیانی کی وجہ سے واقع ہوئی ہے۔

- **الخطأ في التقدير:**

اس خطأ کی دو صورتیں ہیں۔

(۱):۔ پہلی صورت یہ ہے کہ طبیب مرض کو پہچاننے کے بعد اس کے لئے دوائی تجویز کرے، پھر اسے یہ اندازہ ہو جائے کہ اس نے وہ دوا تجویز کرنے میں غلطی کی ہے کیونکہ یہ دوا اس مرض کے لئے نہیں ہے۔ لیکن مریض نے وہ دوا کھالی جس سے وہ مر گیا تو یہ تقدیری کوتاہی کی صورت کہلائے گی۔

(۲):۔ اس خطأ کی دوسری صورت یہ ہے کہ طبیب مریض کے جسم کا ایک عضو اسے بیماری کی جڑ سمجھ کر کاٹ لے لیکن پھر اسے یہ بات سمجھ میں آجائے کہ علاج کے لئے اس عضو کو کاٹنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن طبیب کی تقدیری کوتاہی کی بناء پر مریض اپنے اس عضو سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

- **الخطأ الفاحش:**

وہ خطأ جو طبّی اصولوں کے موافق نہ ہو اور نہ اس فن و علم والوں کے موافق ہو، ڈاکٹر یا سرجن سے یہ خطأ واقع نہ ہو۔ جب کوئی معالج اسی طرح علاج کرے جیسے ایک عام متوسط ڈاکٹر علاج کرتا ہے اور اسی عام روش میں وہ غلطی کر دے۔ مثلاً: کسی شخص کا حجامہ یا بچہ کا ختنہ کرتے ہوا اس سے خطأ ہو جائے جس کے نتیجہ میں وہ عضو کو کھو بیٹھے تو یہ کوتاہی صریح، فاحش اور بڑی خطأ کہلائے گی۔

[21] ۔ہالہ بنت محمد بن حسین، **الخطأ الطبي في الميزان**، (سعودیہ عربیہ، كلية التربية جامعة أم القرى)، ص5۔

اسباب الخطا(کوتاہی کے اسباب):

طبّی کوتاہی کے بہت سے اسباب ہیں۔ جیسا کہ أطباء یا ان کے معاونین کی جانب سے شخصی تجاوز کرنا، یا مقرر کردہ طبّی قواعد کی مخالفت کرنا، یا طبیب کا لاعلم ہونا۔ ذیل میں ان اسباب کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے تاکہ معلوم ہو کہ علاج کے دوران کن اسباب کی وجہ سے کوتاہی صادر ہوتی ہے[22]۔

- **السبب الأول: التعدي الشخصي:**

اس سے مراد یہ ہے کہ طبیب آپریشن یا اس جیسا کوئی عمل کرتے ہوئے مریض کو کوئی نقصان پہنچادے جس کے بارے میں وہ طبیب جانتا تھا اور قصد رکھتا تھا۔ اسی طرح طبیب یہ دعویٰ کرے کہ مریض کو جو مرض لاحق ہے وہ صرف آپریشن کے ذریعے ہی ختم ہو سکتا ہے، لیکن جب آپریشن کیا تو وہ شخص ہلاک ہو گیا تو وہ ڈاکٹر ذمہ دار کہلائے گا۔ اسی طرح طبیب یا اس کا معاون خود کسی غلطی کا ارتکاب کریں گے یا کسی سبب سے ان سے غلطی صادر ہوئی ہو گی۔

قدیم و معروف فقہاء کے نزدیک اس کا قاعدہ یہ ہے، ابن نجیم مصری لکھتے ہیں: المباشر ضامن، وإن لم يتعمد، والمتسبب لا إلا إذا كان متعمدا[23]۔ براہ راست خود خطاکار طبیب ضامن ہے، اگرچہ وہ جان بوجھ کر خطا نہ کرے اور کسی سبب سے خطا کرنے والا ضامن نہیں ہے سوائے یہ کہ وہ جان بوجھ کر مرتکب ہوا ہو۔

لہذا أطباء کو چاہئے کہ علاج کرتے ہوئے بے پرواہی سے کام نہ لیں اور مریض کی طرف مکمل دھیان رکھیں تاکہ کسی بھی قسم کی طبّی کوتاہی سے بچا جاسکے۔ اگر طبیب سے براہ راست یا کسی سبب سے کوئی خطا صادر ہو جائے تو اس کی ذمہ داری ہے کہ فوراً ماہر طبیب سے مدد حاصل کرکے مریض کی جان و جسم بچائے۔

- **السبب الثاني: عدم اتباع الأصول العلمية:**

علاج معالجہ اور عملِ طب کے لئے علمی اصول مقرر ہیں جو کہ اس فن کے خاص و اسپیشلٹ ماہرین نے وضع کیے ہیں۔ أطباء اور طب کے پیشے سے منسلک تمام لوگوں پر ان اصولوں کی پیروی کرنا بہت ضروری ہے۔ ان علمی اصولوں سے نکلنا اور اتباع نہ کرنا مریض کی زندگی اور حالات کے لئے نہایت خطرناک عمل ہے، خاص طور پر آپریشن کرتے ہوئے ان اصولوں کو ترک کرنا نقصان دہ و جان لیوا ہے۔ اسی لئے تمام أطباء اور ان کے معاونین پر لازم ہے کہ وہ ہر اس اصول کو اپنالیں جو فنِ طب کے اسپیشلسٹ علماء نے وضع کیے ہیں، خاص طور پر ان اصولوں کو جو کہ جان کو بچائیں اور نقصان کو دور کریں۔

تحقیق فقہ اسلامی نے بہت سے علمی اصولوں کا اہتمام کیا ہے جن میں فنِ طب کے اصول بھی ہیں، یہ اصول اور ان پر عمل بندوں کے لئے رحمت ہیں کیونکہ ان پر عمل کرکے لوگوں کو لاحق ہونے والی بیماریاں اور بخار دور ہو جاتے ہیں، اور لوگوں کی جان کی حفاظت اور اسے ہلاکت سے بچانے کے لئے آپریشن بھی کیا جاتا ہے۔

پس جب أطباء اور ان کے معاونین حضرات اس راستے سے نکل جائیں تو حکم تبدیل ہو جاتا ہے کیونکہ أطباء کا ان اصولوں اور قواعد کی مخالفت کرنے سے سبب تبدیل ہو جاتا ہے۔ لہذا اگر طبیب سے اصول و قواعد کو ترک کرنے کی وجہ سے کوئی خطاً صادر ہو جائے یا مریض کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے مخالفت کا سامنا ہو تو اس کی تفصیل تین صورتوں پر موقوف ہے۔

---

[22]۔ احمد سویلم، الخطأ الطبي حقيقته و آثاره، شریعہ و قانون جامعہ ازہر مصر، جلد 1:، صفحہ :4۔

[23]۔ زین الدین بن ابراہیم ابن نجیمؒ، الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ، كِتَابُ الغَصب، (بیروت، دار الکتب العلمیہ لبنان، 1419ھ)، ص 243۔

- **پہلی صورت:**

طبیب ماہر وباخبر ہو، فنِ طب میں اپنا پورا حق ادا کرتا ہو اور اس کے ہاتھ سے کوئی جنایت نہ ہوئی ہو، ایسے طبیب کو قانونی اور شرعی طور پر اجازت ہے کہ وہ علاج کرے۔ اس صورت میں اگر اس سے دوران علاج کوتاہی صادر ہو جائے جس کے نتیجہ میں مریض کا کوئی عضو تلف ہو جائے، اس کی جان چلی جائے یا کوئی صفت ضائع ہو جائے تو ائمہ فقہاء کے نزدیک بالاتفاق اس طبیب پر کوئی ضمان نہیں ہوگا[24]۔

- **دوسری صورت:**

طبیب ماہر وباخبر ہو، فنِ طب میں اپنا پورا حق ادا کرتا ہو اور اسے قانونی اور شرعی طور پر اجازت ہے کہ وہ علاج کرے لیکن پھر اس سے خطأ ہو جائے اور کوئی نفس یا عضو ضائع ہو جائے تو اس کے دو احکام ہیں:۔

ا۔ طبیب تجاوز کرے یا کمی بیشی کرے یا ایسا کام کرے جو اس کے لئے جائز نہ ہو، مثلاً: دورانِ آپریشن بھرائی کا مواد زائد کر دے، روشنی کی شعائیں ضرورت سے بڑھ کر استعمال کرے، آپریشن کے لئے جگہ غلط جگہ و غلط اوزار سے کاٹے، یا درست وقت کو چھوڑ کر ایسے وقت میں آپریشن کرے جو مریض کے لئے نقصان دہ ہو۔ تو اس صورت میں تمام ائمہ کے نزدیک وہ طبیب بالاتفاق ضامن ہوگا۔

۲۔ طبیب علاج کرتے ہوئے تجاوز یا کمی بیشی نہ کرے بلکہ غلطی سے اس کے ہاتھوں نقصان ہو جائے مثلاً: ختنہ کرتے ہوئے زیادہ کٹ لگ جائے، یا ہاتھ پھسلنے کی وجہ سے شریان کٹ جائے، یا دورانِ آپریشن غلطی سے قینچی تیز چل جائے تو اس صورت میں امام مالکؒ کے نزدیک وہ طبیب ضامن نہ ہوگا، کیونکہ وہ عالم بالطب ہے اور اس نے دورانِ علاج کوئی سستی، تجاوز یا کمی بیشی نہیں کی ہے۔

دیگر جمہور فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر طبیب ماہر ہو اور اس سے کوتاہی صادر ہو جائے تو بھی وہ ضامن ہوگا۔

علامہ سرخسیؒ لکھتے ہیں:

ولو أمر رجلاً أن يختن عبده، أو ابنه فأخطأ فقطع الحشفة كان ضامنا[25]۔ کسی شخص کو ختنہ کرنے کا حکم دیا جائے اور اس نے غلطی سے ختنہ کی جگہ زیادہ کاٹ دی تو اس پر ضمان ہوگا۔

اسی طرح نهاية المحتاج میں ہے کہ:

ولو أخطأ الطبيب في المعالجة، وحصل منه التلف وجبت الدية على عاقلته[26]۔ اگر طبیب نے علاج کے دوران کوتاہی کی جس سے عضو یا نفس ضائع ہو جائے تو اس پر دیتِ عاقلہ لازم ہوگی۔

لہذا یہ بات واضح و مدلل ہو گئی کہ اگر طبیب سے کوتاہی صادر ہو جائے جس سے نفس یا عضو ضائع ہو جائے تو اس کی یہ کوتاہی معاف نہیں ہوگی بلکہ اس کے بدلے طبیب پر ضمان و دیت لازم ہوگی۔ کیونکہ غلطی سے کسی شئ کے تلف یا نقصان ہو جانے سے اس غلطی کا ازالہ بدل یا ضمان کی صورت میں کرنا لازم ہوتا ہے۔ اس لئے طبیب کو ہمیشہ پوری طرح دھیان سے اور اصول و ضوابط کی پیروی کرتے ہوئے علاج کرنا چاہئے۔

- **تیسری صورت:**

طبیب ماہر ہو لیکن وہ مریض کی اجازت کے بغیر اس کا علاج کرے۔ اس کے دو احکام ہیں جو مندرجہ ذیل مکتوب ہیں:۔

---

[24]۔ محمد بن ابو بکر شمس الدین ابن قیم، الطب النبوي، (بیروت، دار الهلال لبنان)، ص103۔

[25]۔ محمد بن احمد سرخسی، المبسوط، (بیروت، دار المعرفہ لبنان1414ھ)، ج16، ص13۔

[26]۔ شھاب الدین، محمد بن عباس الرملی، نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج، (بیروت، دار الفکر لبنان1404ھ)، ج8، ص35۔

۱۔اگر طبیب اجرت (فیس) پر علاج کرتا ہو تو اس پر علاج کے لئے مریض کی رضامندی حاصل کرنا لازم ہے، اور اس کا عاقل بالغ ہونا ضروری ہے، اس صورت میں اگر وہ بغیر اجازت علاج کرے اور نفس یا عضو ضائع کردے تو بالاتفاق اس پر ضمان لازم آئے گا۔

۲۔اگر طبیب رضاکارانہ طور پر مفت علاج کرتا ہو اور خطا کا ارتکاب کرلے تو بعض فقہاء (جن میں علامہ ابن حزمؒ، ابن قیمؒ اور بعض حنابلہ شامل ہیں) کے ہاں وہ طبیب ضامن نہیں ہوگا، جبکہ جمہور اہلِ علم فقہاء کے نزدیک مکلف یا اس کے ولی کی اجازت کے بغیر علاج کرنے والا بھی کوتاہی کا ضامن ہوگا۔

لہذا اگر طبیب اجرت پر علاج کرتا ہو یا بغیر اجرت کے جمہور ائمہ کے نزدیک اس پر لازم ہے کہ وہ مریض یا اس کے ولی سے اس کے علاج کی اجازت حاصل کرے اور دورانِ علاج ہر قسم کی کوتاہی و نقصان سے بچنے کی کوشش کرتا رہے۔

- **السبب الثالث: الجهل الطبي:**

اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی انسان علاج معالجہ اور طبّی اعمال کرتا رہے اور وہ اس کے کرنے کا اہل نہ ہو، یعنی کلی و جزئی طور پر جاہل ہو۔ یہ جہالت ہی ہے جو انسان کو خطرناک گڑھے پر لا کھڑا کرتی ہے اور اس کے نتیجے میں بہت سی کوتاہیاں صادر ہو جاتی ہیں، بعض اوقات انسان اپنے اعضاء سے محروم ہو جاتا ہے اور کبھی نفس دے بیٹھتا ہے۔ لہذا جو شخص فن طب سے لاعلم ہو اور علاج کرے جس سے مریض کو کوئی نقصان ہو جائے وہ ضامن کہلائے گا، چاہے نقصان جسم کا ہو یا جان کا، ہلاکت ہو یا تلف۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ یہ تین اسباب ہیں جن کی وجہ سے طبّی کوتاہی صادر ہو جاتی ہو اور انسان نقصان کا متحمل ہو جاتا ہے، لہذا ہر انسان کو چاہئے کہ اپنے فن میں مکمل مہارت حاصل کرے اور اس فن کے اصول و قواعد کی پیروی کرے اور اپنے آپ کو اور دوسروں کو کسی بھی نقصان سے بچائے۔

طبّی کوتاہی پر کیا ضمان واجب ہوتا ہے؟

1- **الدية على العاقلة:**

ائمہ و فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر طبیب کی کوتاہی سے کسی شئی کا نقصان یا ضیاع ہو جائے تو اس پر صرف دیت واجب ہوگی، کیونکہ یہ جنایۃ خطأ کہلائے گی۔ اس کی دلیل فرمانِ باری تعالیٰ ہے: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ[27] اور کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے، سوائے اس کے کہ غلطی سے قتل ہو جائے، اور اگر کسی نے غلطی سے مومن بھائی کو قتل کر دیا تو اس پر ایک مسلمان غلام آزاد کرنا اور مقتول کے اہل و عیال کو دیت مسلمہ ادا کرنا لازم ہے۔

آیتِ کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اگر کسی شخص کی کوتاہی سے مومن بھائی کی جان ضائع ہو جائے تو اس پر صرف دیت واجب ہوگی۔ یہ آیت عام ہے اور ہر قسم کی کوتاہی کے نتیجے پر شامل ہے چاہے طبیب کی ہو یا کسی اور کی۔

جمہور فقہاء کے نزدیک ان کو تعزیر یعنی عدالتی سزا دینا درست نہیں ہے کیونکہ یہ قتل کرنا اس کا ارادہ نہیں تھا اور اس کے اختیار سے باہر تھا، لہذا اس پر صرف دیتِ عاقلہ لازم ہوگی[28]۔

---

[27]۔القرآن، 92:4۔

[28]۔عوجان، ضمان الطبيب في الشريعة الإسلامية والقانون، ص29۔

علامہ ابن منذرؒ لکھتے ہیں: اس بات پر اجماع ہے کہ اگر ختنہ کرنے والے سے غلطی ہو جائے اور اس سے ذکر یا حشفہ کٹ جائے تو اس پر اس کے بدلے دیتِ عاقلہ دینا لازم ہو گی[29]۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا: أَنَّ الطَّبِيبَ إِذَا خَتَنَ، فَقَطَعَ الْحَشَفَةَ إِنَّ عَلَيْهِ الْعَقْلَ، وَأَنَّ ذَلِكَ مِنَ الْخَطَإِ الَّذِي تَحْمِلُهُ الْعَاقِلَةُ، وَأَنَّ كُلَّ مَا أَخْطَأَ بِهِ الطَّبِيبُ أَوْ تَعَدَّى إِذَا لَمْ يَتَعَمَّدْ ذَلِكَ، فَفِيهِ الْعَقْلُ[30] طبیب جب ختنہ کرے اور اس سے حشفہ کٹ جائے تو تو اس پر دیتِ عاقلہ واجب ہے، یہ اس کوتاہی کا نتیجہ ہے جس کا عقل تصور کرتی ہے، اور ہر وہ خطأ جس کا طبیب ارادہ نہ رکھتا ہو اور جان بوجھ کر نہ کرے اس میں دیتِ عاقلہ ہے۔

لہذا یہ بات واضح ہو گئی کہ بغیر قصد و ارادہ اگر کوتاہی ہو جائے اور اس سے جانی نقصان ہو جائے تو اس پر دیتِ عاقلہ بطور ضمان ادا کرنا لازم ہو گی۔

2- تكاليف العلاج.

جب کوئی طبیب علاج کے دوران کوتاہی کرے اور مریض کو کسی قسم کا نقصان پہنچا دے تو وہ طبیب طبّی عقد میں طے شدہ اجرت سے محروم ہو گا، بلکہ اس نے جو کچھ مریض سے لئے وہ بھی مریض کو واپس کر دے۔ کیونکہ اس نے علاج کے ذریعے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور اس سے بڑھ کر نقصان بھی کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ[31] کوئی نقصان و تکلیف قابل قبول نہیں ہے۔

یہ حدیث شریعت کے عام قواعد میں سے ہے، کیونکہ جو کوئی نقصان پہنچائی اسے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے، اسی لئے یہ بات ثابت ہو گئی کہ کوتاہی سے نقصان پر ضمان لازم ہو گا۔

فتح المعین میں ہے کہ: أما غير الماهر فلا يستحق أجرة ويرجع عليه بثمن الأدوية لتقصيره بمباشرته بما ليس له بأهل[32]۔ جو طبیب ماہر نہ ہو وہ اجرت کا مستحق نہیں ہے، اس نے علاج و دوا کے لئے جو معاوضہ لیا تھا اس پر وہ واپس کر دینا لازم ہے کیونکہ وہ اس کا اہل نہیں ہے۔ لہذا طبیب کا اجرت لینے کا حق ساقط ہو جائے گا اور اس پر لی ہوئی اجرت واپس لوٹانا لازم ہو جاتا ہے۔

[29]۔ محمد بن ابراہیم ابن منذر، **الإجماع**، حقوق الطبع محفوظة لدار الآثار-القاهرة، ص135۔

[30]۔ مالک بن انس بن مالک، **موطأ الإمام مالك**، كتاب العقول، باب عقل الجراح في الخطأ، (بيروت، دار إحياء التراث العربي لبنان، 1406ھ)، ج2، ص852۔

[31]۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، **سنن ابن ماجه**، دار الرسالہ عالمیہ، 1430ھ، بَابُ مَنْ بَنَى فِي حَقِّهِ مَا يَضُرُّ بِجَارِهِ، ح2340۔

[32]۔ زین الدین احمد بن عبد العزیز، **فتح المعين بشرح قرة العين بمهمات الدين**، (دار ابن حزم)، ص382۔

نتائج و خلاصہ:

جب کوئی طبیب کسی مریض کا علاج کرے تو اسے چاہئے کہ مکمل توجہ اور ذمہ داری کے ساتھ علاج معالجہ کرے، اور مریض کو کسی قسم کی تکلیف میں مبتلا نہ کرے۔ جس طرح بھی ممکن ہو مریض کی جان کی حفاظت اور بہتر سے بہتر علاج کی کوشش کرنی چاہئے۔ کسی بھی قسم کی طبّی و عملی کوتاہی سے اجتناب کرنا چاہئے۔ طبّی ماہرین نے عملِ طب کے لئے مختلف اصول و قواعد مقرر کئے ہیں جن پر عمل کرنا اور ان کے مطابق علاج معالجہ کرنا طبیب پر لازم ہے۔ لہذا طبیب سے کوتاہی سرزد ہو جانے کی صورت میں شریعت نے اس پر ضمان (تاوان) عائد کیا ہے۔ جس کی صورتیں درج ذیل ہیں:

1. اگر طبیب علم طب سے پوری طرح واقف نہ ہو، دورانِ علاج غفلت کرے اور اس سے کوتاہی صادر ہو جائے تو وہ ضامن ہو گا۔
2. طبیب ماہر ہو، فن طب سے اچھی طرح واقف ہو لیکن علاج کرتے ہوئے غلطی سے مریض کا تندرست عضو تلف کر دیا تو طبیب پر ضمان ہو گا۔
3. اسی طرح معالج مریض کی اجازت کے بغیر علاج کرے یا کسی بچے یا مجنون مریض کا علاج اس کے ولی کی اجازت کے بنا کر دے اور اس سے کوتاہی صادر ہو جائے، مریض مر جائے یا کوئی عضو ضائع ہو جائے تو طبیب ضامن کہلائے گا۔
4. طبیب علاج کرتے ہوئے جلد بازی کا مظاہرہ کرے، کسی دوسرے ماہر و سینئر طبیب سے مدد حاصل نہ کرے اور پھر غلطی کر بیٹھے جس سے مریض کا نقصان ہو جائے تو وہ طبیب ضمان ہو گا۔
5. طبیب اپنے گمان اور اندازے کے مطابق آپریشن کرتے ہوئے مریض کا ہاتھ کاٹ دے، یا بے دھیانی میں کوئی طبّی آلہ جسم میں بھول جائے جس سے مریض مر جائے تو طبیب ضامن ہو گا۔
6. اسی طرح کوتاہی کے اسباب میں سے یہ بات اہم ہیں کہ جو طبیب فنِ طب کے اصول و قواعد کی خلاف ورزی کرے، براہ راست غلطی کرے یا علاج معالجہ سے لاعلم ہو پھر بھی علاج کرتا پھرے تو وہ طبیب خطا کا ضامن کہلائے گا۔
7. ضمان کی صورتوں میں علماء کرام نے یہ بیان کیا ہے کہ دورانِ علاج ڈاکٹر کی کوتاہی سے مریض کی جان چلی جائے یا وہ مرض الموت میں چلا جائے جس کا علاج ممکن نہ ہو یا اس کا کوئی عضو تلف ہو جائے یا موذی زخم بن جائے، یا بچہ کی ختنہ کرتے ہوئے حشفہ سے تجاوز کر دے تو طبیب ضامن ہو گا اور اس پر دیت ادا کرنا لازم ہو گا۔
8. اسی طرح آنکھوں کے ڈاکٹر نے آنکھ میں کوئی ایسی دوا ڈالی جس سے اس کی بینائی چلی گئی، یا دندان ساز نے خراب دانت کے بدلے صحیح دانت نکال دیا تو طبیب ضامن ہو گا۔
9. طبیب نے مریض کی فصد کھولی یا رگ کاٹی اور اسے یونہی چھوڑ دیا اور وہ خون بہنے سے وہ مر گیا تو قصاص واجب ہو گا۔

درج بالا صورتوں سے معلوم ہوا کہ طبیب کو ذمہ داری سے مریض کا علاج کرنا چاہیے، تاکہ مریض کو مکمل تحفظ مل سکے۔

سفارشات:

اللہ تبارک وتعالی کے فضل وکرم سے طبیب کی کوتاہی پر ضمان، مختلف صورتیں، اوران کا شرعی حکم کے موضوع پر تحقیقی انداز میں مقالہ لکھا کیا گیا ہے۔ کم علمی اور ناقص فہمی کی وجہ سے اس موضوع کا اچھی طرح اور مکمل احاطہ کرنا نہایت مشکل عمل ہے اس لئے اس موضوع کے کئی پہلوؤں پر اب بھی تحقیق کرنے اور مزید کام کرنے کے ضرورت باقی ہے۔

- طبّی کوتاہی پر ضمان سے متعلق جن ممالک میں قانون سازی کی گئی ہے، ان قوانین کو جمع کیا جائے۔
- کوتاہی کے اسباب کو دیکھتے ہوئے ضمان کی شرعی حیثیت کو ملکی قانون میں رائج کیا جائے۔
- ائمہ اربعہ کے نزدیک ضمان کے اسباب کو مکمل وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کی ضرورت ہے۔
- اسی طرح پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل (PMDC) اور علماء ومفتیان کرام طبّی کوتاہی پر ضمان سے متعلق شرعی حیثیت کے مطابق قانون سازی کرنے کی ضرورت ہے۔
- اللہ تعالی اس ادنی کاوش کو قبول فرمائے اور جو کمی کوتاہی رہ گئی ہے اس سے درگزر فرماکر اس سے بہتر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔(آمین)۔